www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
۲۱	تنگدستی	فَقْر۔ مَسْکَنَۃ۔ عَیْلَۃ۔ اَمْلَاق قَتْر۔ بَأْسَاء۔ مَتْرَبَۃ (۷)
۲۲	تنگی	عُسْر۔ حَرَج۔ ضَنْك۔ ضَیْق۔ حَاجَۃ۔ (۵)
۲۳	تنگ کرنا۔ ہونا	ضَاقَ۔ قَدَرَ۔ قَبَضَ۔ حَصِرَ۔ حَفًا (۵)
۲۴	توڑنا	نَکَثَ۔ نَقَضَ۔ اَنْقَصَ۔ فَقَرَ۔ جَدَّ (۵)
۲۵	توفیق دینا	وَفَّقَ۔ اَوْزَعَ (۲)
	تہمت لگانا	دیکھیے "پھینکنا"
۲۶	تہ بہ تہ	طِبَاق۔ مَرْکُوم اور رُکَام۔ مُتَرَاکِب۔ نَضِید اور مَنْضُود کِسَف۔ (۵)
۲۷	تھکنا	سَئِمَ۔ نَصَبَ۔ عَیَّ۔ لَغَبَ حَسَرَ۔ اَدَّ (۶)
۲۸	تھمنا (رکنا)	سَکَنَ۔ سَکَتَ۔ رَھْوًا (۳)
۲۹	تھوڑا	قَلِیل۔ فَتِیل۔ نَقِیر۔ قِطْمِیر۔ فَوَاق (۵)
۳۰	تیار کرنا	ھَیَّأ۔ اَعَدَّ۔ اَعْتَدَ جَھَّزَ (۴)
۳۱	تیر	سھم۔ زلم (۲)
۳۲	تیز	حَدِیْد اور حِدَاد۔ سَلَقَ (۲)
۳۳	تیل	زیت۔ دُھن اور دِھان (۲)
۳۴	تیوری چڑھانا	عَبَسَ۔ کَلَحَ۔ بَسَرَ (۳)

ٹ

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
۱	ٹکڑا	جُزْء۔ قِطَع۔ بُقْعَۃ۔ کِسْفۃ۔ زُبُر۔ اِنْکَاث۔ عِضِین۔ جُذَاذ۔ فِرْق۔ بَعْض (۱۰)
۲	ٹوٹنا	تَبَّ۔ اِنْفَصَمَ۔ تَقَطَّعَ۔ اِنْقَضَّ (۴)
	ٹھٹھا کرنا	دیکھیے "مذاق اڑانا"

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
۲	ٹھنڈا ہونا۔ کرنا	بَرَدَ اور قَرَّ (۲)
۴	ٹھہرنا (رکنا)	سَکَنَ۔ رَکَدَ۔ جَمَدَ۔ رَھْوًا۔ قَرَّ۔ وَقَفَ (۶)
۵	ٹھہرنا (آباد ہونا)	لَبِثَ۔ مَکَثَ۔ عَکَفَ (۳)
	نیز دیکھیے	آباد ہونا
۶	ٹیلا اور اس کی اقسام	رَبْوَۃ۔ اَمْت۔ حَدَب۔ رِیْع۔ اَحْقَاف۔ نَجْد (۶)
	ٹیڑھ	عِوَج۔ زَیغ۔ زاغ اور اَزَاغ
۷	ٹیڑھا ہونا	اَلْحَدَ۔ جَارَ۔ نَکَبَ (۵)
۸	ٹیک لگانا	اِتَّکَأَ۔ اِرْتَفَقَ (۲)

ث

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
۱	ثابت ہونا	حَقَّ۔ حَصْحَصَ (۲)
۲	ثابت قدم رہنا رکھنا	ثبت اور اَثْبَتَ۔ استقام۔ اِصْطَبَرَ۔ رابط (۴)

ج

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
۱	جاسوسی کرنا	تَجَسَّسَ۔ سَمَّعَ (۲)
	جانچنا	دیکھیے "آزمائش کرنا"
۲	جاننا	عَلِمَ۔ اَدْرٰی۔ اَحَسَّ (۳)
۳	جانب (سمت)	جَانِب۔ طَرَف۔ وِجْھَۃ۔ شَطْر۔ تِلْقَاء۔ قِبَل (۶)
۴	جب	اِذْ۔ اِذَا۔ اِذًا۔ لَمَّا۔ کُلَّمَا (۴)
	جتلانا	دیکھیے "آگاہ کرنا اور خبر دینا"
	جدا ہونا۔ کرنا	" "الگ ہونا۔ کرنا"
۵	جڑھ	اَصْل۔ دَابِر۔ اعجاز (۳)
۶	جسم	جِسْم۔ جَسَد۔ بَدَن (۳)
۷	جکڑنا	اَوْثَقَ۔ قَرَّنَ (۲)
۸	جگہ	مقام۔ مکان۔ مراغم (۳)
۹	جلاوطنی	جلاء۔ نفی (۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا (۲۵۹/۲)	انھیں کس طرح ابھار کر جوڑ دیتے ہیں۔ پھر ان پر گوشت پوست چڑھاتے ہیں۔ (عثمانیؒ)

یہاں اَنْشَزَ استعمال کرنے کا یہ معنیٰ ہے کہ ان ہڈیوں میں تحرک اور ہیجان پیدا ہوا۔ وُہ آپس میں جڑنے لگیں اور گدھے کا پنجر کھڑا ہو گیا۔

۹۔ اِلْتَقَطَ۔ لَقَطَ کے معنی زمین سے کسی چیز کا اٹھانا اور لُقَطَۃ اس چیز کو کہتے ہیں جو زمین پر گری پڑی دستیاب ہو اور اس کا مالک معلوم نہ ہو (منجد) اسی سے اِلْتَقَطَ مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ زمین سے کسی ایسی گری پڑی چیز کا اٹھانا جس کے مالک کا علم نہ ہو۔ قرآن میں ہے:

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ (۱۰/۱۲)	(یوسفؑ کے بھائیوں میں سے) ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو جان سے نہ مارو۔ کسی گہرے کنوئیں میں ڈال دو۔ کوئی راہگیر اسے اٹھا لے جائیگا۔

۱۰۔ لَقَحَ۔ یہ لفظ باطنی قسم کے بوجھ اٹھانے سے مخصوص ہے لقحت الناقۃ بمعنی اونٹنی حاملہ ہو گئی (مف) پھر یہ لفظ ہواؤں سے بھی متعلق ہے جو نر درخت سے تخم لے جا کر مادہ درخت میں تخم ریزی کرتی ہیں یا وُہ ہوائیں جو بارش کا بوجھ اٹھائے پھرتی ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (۲۲/۱۵)	اور ہم بادلوں کے پانی کا بوجھ اٹھانے والی ہوائیں بھیجتے ہیں۔ پھر ہم ہی آسمان سے مینہ برساتے ہیں۔

نیز دیکھیے ـــــ بلند کرنا۔

ماحصل:

(۱) حَمَلَ: بوجھ اٹھانے کے لیے خواہ مادی ہو یا معنوی۔ عام ہے۔
(۲) نَاءَ: زیادہ بوجھ جو بہ مشقت اٹھایا جا سکے) بوجھ کو بہ مشقت اٹھانا
(۳) اَثَارَ: ہواؤں کا بادلوں کو اٹھانے کے لیے
(۴) وَزَرَ: عموماً گناہ کا بوجھ اٹھانے کیلئے آتا ہے۔
(۵) اَقَلَّ: بادلوں کا بوجھ معمولی سمجھ کر اٹھانے کے لیے
(۶) بَعَثَ: مُردوں کو اٹھانے کے لیے
(۷) اَنْشَرَ: مُردوں کو اٹھا کر پھیلانے کے لیے
(۸) اَنْشَزَ: کسی چیز میں تحرک پیدا کر کے اٹھانے کے لیے
(۹) اِلْتَقَطَ: کسی گری پڑی چیز کو اٹھانے کے لیے
(۱۰) لَقَحَ: باطنی قسم کا بوجھ اٹھانے کے لیے مخصوص ہے
نیز دیکھیے "بلند کرنا"

۸۔ اٹھنا

کے لیے بَعَثَ سے انبعث، نَشَرَ، نَشَزَ اور قَامَ کے الفاظ آتے ہیں۔

۱۔ اِنْبَعَثَ۔ بَعَثَ (کے معنی کے لیے اٹھنا) کے باب اِنْفِعَال میں ہونے کی وجہ سے اس کے معنی کسی شخص کا خود اٹھنا اور کسی اہم مقصد کی تکمیل کے لیے تنہا روانہ ہونا ہے۔ قرآن میں ہے:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ اِذِ انْبَعَثَ	(قوم) ثمود نے اپنی سرکشی کے سبب پیغمبر کو جھٹلایا۔ جب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا (۹/۹۸) — اور بعض دیہاتی (گنوار۔عثمانی) ایسے ہیں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں۔

ماحصل: قریۃ، بستی (گاؤں یا شہر) اور اس کے باشندے۔ بدو: دیہات اور دور افتادہ مقامات کیلیے اور اعراب دیہاتیوں اور گنواروں کے معنوں میں آتا ہے۔

۴۳۔۔۔ بکری

کے لیے غنم اور مَعز کے الفاظ ہیں۔

۱۔ غَنَم: غنم کے معنی اصل میں ایسا مال ہاتھ لگنا ہے جو پہلے کسی کی ملکیت نہ ہو (م-ل) پھر یہ لفظ ایسی بکریوں کے ریوڑ پر استعمال ہونے لگا جو کہیں سے ہاتھ لگ جائیں۔ بعد میں اس لفظ کا اطلاق اس مال پر بھی ہونے لگا۔ جو لڑائی کے بعد دشمن سے حاصل ہو (مف) ارشادِ باری ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ (۸/۴۱) — اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لاؤ۔

پھر اس لفظ کا استعمال عام بکریوں کے ریوڑ سے بھی مخصوص ہو گیا۔ قرآن میں ہے:

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ (۲۱/۷۸) — اور داؤد اور سلیمان کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصل کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند) گئی تھیں۔

۲۔ مَعز: بمعنی بکریاں اسم جنس ہے۔ بکری، بکرا سب کے لیے یکساں ہے اور اس کا واحد مَاعِز ہے۔ (منجد) ارشاد باری ہے:

مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ۔ (۶/۱۴۳) — بھیڑوں میں سے دو (دو) اور بکریوں میں سے دو (دو)۔

ماحصل: جب دو یا دو سے زیادہ بکریاں ہوں تو اس پر معز کا اطلاق ہو سکتا ہے لیکن غنم صرف بکریوں کے ریوڑ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۴۴۔۔۔ بکھرنا (پراگندہ ہونا)

کے لیے اِنْبَثَّ، اِنْتَشَرَ، اِنْتَثَرَ (نثر) اور اِنْفَضَّ۔ اِسْتَطَارَ کے الفاظ آئے ہیں:

۱۔ اِنْبَثَّ: بَثَّ کے معنی پراگندہ کرنا اور دُور دُور تک پھیلا دینا ہے (م-ا) اور اِنْبَثَّ کے معنی کسی چیز کا متفرق ہو کر سب اطراف میں دُور تک پھیل جانا ہے۔ اور اس میں پھیلنے والی چیز کے ارادہ کا کچھ دخل نہیں ہوتا۔ ارشادِ باری ہے:

وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً — اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ پھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَّعِيْنٍ (۵۶/۱۸) اور صاف شراب کے گلاس لے لے کر۔

۳۔ سِقَايَة: سَقٰی بمعنی پانی پلانا یا کوئی مشروب پیش کرنا۔ اور سقایۃ پانی پلانے کو بھی کہتے ہیں اور پینے کے برتن کو بھی (مف) کوئی سا پینے کا برتن۔ قرآن میں ہے:

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ (۱۲/۷۰) جب ان کا اسباب تیار کر دیا تو اپنے بھائی کے شلیتے میں گلاس رکھ دیا۔

۴۔ صُوَاع اور صِوَاع بمعنی پانی پینے کا پیالہ ج صیعان (منجد) اور بمعنی پانی پینے کا برتن جو سونے یا چاندی کا ہو۔ اگر کانچ کا ہو تو اسے قدح، لکڑی کا ہو تو عُس، چمڑے کا ہو تو عَلْبَہ اور مٹی کا ہو تو مرکن کہتے ہیں (الجمال والکمال سلیمان منصور پوری ص ۱۷۴) (واضح رہے کہ یہ لفظ صاع (بمعنی پیمانہ معروف) سے مشتق نہیں) ارشادِ باری ہے:

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ (۱۲/۷۲) وہ بولے کہ بادشاہ (کے پانی پینے) کا گلاس ہمیں نہیں ملا۔

ماحصل: (۱) کوب: بغیر دستی کے پیالہ۔ (۲) سقایۃ: پانی پینے پلانے کا پیالہ یا برتن۔ (۳) کاس: مشروب سے بھرا ہوا پیالہ۔ شراب کا جام۔ (۴) صواع: پانی پینے کا پیالہ یا گلاس جو سونے یا چاندی کا ہو۔

۴۴ پیپ

کے لیے غِسْلِیْن(۱)، غَسَّاق(۲) اور صَدِیْد(۳) کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ غِسْلِیْن: غَسَلَ کے معنی کسی چیز کو پانی سے پاک کرنا اور میل کچیل دور کرنا۔ اور غِسْل ہر وہ چیز ہے جس سے کسی چیز کو دھویا یا میل کاٹی جائے (منجد)

اور غِسْلِیْن میلے کچیلے اور گندے پانی یا دھوون کو کہتے ہیں اور زخموں کے دھوون کو بھی جس میں پیپ، خون اور میل کچیل شامل ہوتی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ لَا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِئُوْنَ (۶۹/۳۶) اور نہ پیپ کے سوا (اس کے لیے) کھانا ہے جس کو گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔

۲۔ غَسَّاق: غساق کا ترجمہ عموماً پیپ یا بہتی پیپ کر لیا جاتا ہے۔ صاحب منجد، فقہ اللغۃ اور منتہی الادب سب نے اس نے معنی ٹھنڈا اور بدبودار پانی بتلائے ہیں۔ اور صاحب مقائیس اللغۃ نے اس کے معنی "مَا تَقَطَّرَ مِنْ جُلُوْدِ اَهْلِ النَّارِ" یعنی "جو کچھ دوزخیوں کی جلدوں سے قطرہ قطرہ کر کے گرے گا" لکھے ہیں (م۔ل) قرآن کریم میں غساق کا لفظ دو مقامات حمیم کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنی ٹھنڈا اور بدبودار پانی، ہی زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم۔ اب ان کی مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

(۱) اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا۔ (۷۸/۲۵)

(۱) مگر گرم پانی اور بہتی پیپ (جالندھریؒ)

(۲) مگر گرم پانی اور بہتی پیپ (عثمانیؒ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

فَاَعۡرَضُوۡا فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ سَیۡلَ الۡعَرِمِ (۳۴/۱۶) انہوں نے (ناشکرگزاری سے) منہ پھیر لیا پس ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا۔

۶۔ جَرٰی: پانی کا چلنا اور جاری ہونا۔ جبکہ نشیب بھی زیادہ نہ ہو اور پانی کا زور بھی زیادہ نہ ہو۔ معمولی رفتار سے پانی کا بہنا یا چلنا خواہ یہ چشمہ کا ہو یا نہر کا یا دریا کا۔ مثلاً:

(۱) فِیۡہِمَا عَیۡنٰنِ تَجۡرِیٰنِ (۵۵/۵۰) ان دونوں باغوں میں دو چشمے بہ رہے ہیں۔

(۲) لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ (۲/۲۵) ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔

اور جَرٰی کا استعمال عام ہے جو سیال چیزوں کے علاوہ ہواؤں اور سورج، چاند وغیرہ کے چلنے کے لیے بھی قرآن کریم میں استعمال ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کا استعمال معنوی طور پر بھی ہوتا ہے جیسے سنّتِ جاریہ مشہور لفظ ہے۔ مگر قرآن میں اس معنوی استعمال کی مثال غالباً موجود نہیں۔ ظرف زمانی اور مکانی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، بمعنی دور تک یا دیر تک جاری ہونا یا بہنا۔

۷۔ فاض، فیض میں دو تصور پائے جاتے ہیں۔ (۱) کسی چیز کی کثرت (۲) کثرت کی وجہ سے بے قابو ہو جانا۔ فَاضَ السَّیۡلُ بمعنی پانی کا کثرت سے ہونا اور ندی کے کناروں کے اوپر سے بہہ نکلنا (منجد) اور اَفَاضَ الۡاِنَاءَ بمعنی اس نے برتن کو اتنا بھرا کہ پانی کناروں سے بہنے لگا (OVER FLOW) (منجد۔ مف) قرآن میں ہے:

تَرٰۤی اَعۡیُنَہُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَقِّ (۵/۸۳) آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے حق کی بات پہچان لی۔

یعنی آنکھیں آنسوؤں سے اتنی بھر جاتی ہیں کہ آنسو بہنے لگتے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشادِ باری ہے:

ثُمَّ اَفِیۡضُوۡا مِنۡ حَیۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ۔ (۲/۱۹۹) پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں تم بھی وہیں سے واپس ہو۔

یہاں لوگوں سے مراد لوگوں کا ریلا، ہجوم یا کثرت ہے۔ جن کی کثرت خود بخود ان کا ساتھ دینے پر مجبور کرتی ہے۔ اور ان کا ساتھ دینے اور لوٹنے کو افاض سے تعبیر کیا گیا۔ اسی طرح تیسرے مقام پر کسی کام یا باتوں میں انتہائی انہماک کی بنا پر بھی اِذۡ تُفِیۡضُوۡنَ فِیۡہِ (۱۰/۶۱) کا استعمال ہوا ہے۔

ماحصل: (۱) فَارَ: پانی کا جوش مار کر اوپر اچھلنا۔

(۲) نَضَخَ: پانی کا اچھلنا اور نیچے گرنا۔

(۳) اِنۡبَجَسَ: پانی کا چشمہ سے پھوٹ کر بہ نکلنا جب کہ دہانہ تنگ ہو۔

(۴) اِنۡفَجَرَ: پانی کا چشمہ سے پھوٹ کر بہ نکلنا جب کہ دھانہ کشادہ ہو جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صِبْغَةً (۲/۱۳۸) دین) کس کا ہو سکتا ہے؟

دوسرے مقام پر فرمایا:

تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ۔ (۲۳/۲۰) (یہ زیتون کا درخت) روغن لیے ہوئے اگتا ہے جو کھانے والوں کو سالن کا کام دیتا ہے۔

ماحصل: اَغْرَقَ: کسی کو پانی میں ڈبو دینا کہ مرجائے۔

اَصْبَغَ: لقمہ کو سالن میں یا کپڑے کو رنگدار پانی میں ڈبونا۔

ڈٹ جانا ــــ دیکھیے "ثابت قدم رہنا"

۳ ــــ ڈرنا

کے لیے خَافَ، خَشِيَ، خَشَعَ، اِتَّقٰی (وقی) حَذِرَ، رَاعَ، اَوْجَسَ، وَجَفَ، وَجِلَ، رَهِبَ، رَعَبَ، اَشْفَقَ قرآنِ کریم میں استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ خَافَ: قرائن و شواہد سے کسی آنے والے خطرہ کا اندیشہ کرنا (مف) اور خوف کی ضد امن ہے۔ یعنی خاف کا تعلق بالعموم مستقبل سے ہوتا ہے۔ ابو ہلال کے الفاظ میں خوف کا معنی "توقع الضرر المشکوک" ہے۔ (فق ل ۱۹۹) قرآن میں ہے:

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ (۱۱/۷۰) (فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا) آپ خوف نہ کیجیے ہم قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

۲۔ خَشِيَ: ایسا خوف جو کسی امر کی عظمت کی وجہ سے دل پر طاری ہو جائے (مف) ارشادِ باری ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ (۱۷/۳۱) اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو۔

۳۔ خَشَعَ: ایسے ڈر کو کہتے ہیں جس کے اثرات دل کے علاوہ اعضاء و جوارح پر بھی نمایاں ہونے لگیں دل کا نرم ہو جانا (مف) اسی لیے یہ لفظ جوارح کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ (۶۸/۴۳) یعنی اس کی آنکھیں ڈر کی وجہ سے جھکی ہوں گی۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ (۸۸/۲) کئی منہ اس دن (ڈر کے مارے) جھکے ہوں گے۔ اور وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ (۲۰/۱۰۸) اور آوازیں (ڈر کے مارے) دب جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (۵۷/۱۶) کیا ابھی مومنوں کے لیے ایسا وقت نہیں آیا کہ اللہ کی یاد پر اُن کے دل ڈر جائیں۔

۴۔ اِتَّقٰی: تقوٰی بمعنی اپنے اعمال کے انجام سے ڈرنا۔ گناہوں کو چھوڑنے پر اور نیکی کے کام کرنے پر طبیعت کا مائل ہونا (مف) اللہ کے خوف سے اس کے اوامر و نواہی کا خیال رکھنا (منجد) (ضد عدوان) اور اِتَّقٰی بمعنی اپنے گناہوں کے انجام ڈر کر ان سے بچنے کی کوشش کرنا۔ پرہیزگاری اختیار کرنا۔ ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماحصل: (۱) مَحَّصَ: مرکبات سے آمیزش کو دُور کرنا اور صاف بنانا۔
(۲) طَهَّرَ: ظاہری نجاست کو پانی وغیرہ سے صاف کرنا۔
(۳) صَفّی: آمیزے سے آمیزش کو علیحدہ کرکے صاف کرنا۔
(۴) مَسَحَ: ہاتھ پھیر کر گرد اور آلائش وغیرہ کو پونچھنا۔ جھاڑنا۔ صاف کرنا۔

نیز دیکھیے ــــ "پاک وصاف کرنا"۔

۲ ــــ صبح

کے لیے بالترتیب اور بلحاظ وقت اَسْحَار (واحد سحر) فَجْر، صُبْح کے لیے دیکھیے عنوان "رات" اور اِشْرَاق (یا شروق) بُكْرَة (یا بُكُور) غَدَاة (یا غُدُو یا غُدْوَة) اور ضُحٰی کے لیے دیکھیے عنوان "دن"۔

اہلِ عرب نے دن کی مدت کو بھی بارہ حصوں یا بارہ گھڑیوں میں تقسیم کرکے ان کے الگ الگ نام تجویز کیے ہیں اور رات کو بھی بارہ گھڑیوں میں تقسیم کرکے ان کے نام تجویز کر رکھے ہیں مندرجہ بالا الفاظ ان ہی مختلف گھڑیوں کے نام ہیں جن کی تفصیل دن اور رات کے عنوانات کے تحت دے دی گئی ہے۔

۳ ــــ صبح کو کرنا

کے لیے اَصْبَحَ اور غَدَا (غدو) کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ اَصْبَحَ اور صَبَّحَ: صَبِحَ (صَبْحًا) بمعنی روشن اور چمکدار ہونا۔ اور مِصْبَاح بمعنی چراغ اور صُبْح دن چڑھنے سے پیشتر روشنی ہو جانے کے وقت کو کہتے ہیں۔ اَصْبَحَ بمعنی صبح میں داخل ہونا۔ اور صَبَّحَ بمعنی صبح کے وقت آنا۔ صبح کا سلام کہنا (منجد) اور اَصْبَحَ صَبَّحَ کسی کام کا صبح کے وقت ہونا یا کرنا کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ (۶۸/۲۰-۲۱) — تو وُہ باغ صبح کو کٹی ہوئی کھیتی کی مانند ہو گیا۔ اور صبح کو وُہ لگے ایک دوسرے کو پکارنے۔

دوسرے مقام پر ہے:

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ (۵۴/۳۸) — اور اُن پر صبح سویرے ہی اٹل عذاب آنازل ہوا۔

پھر کثرتِ استعمال کی وجہ سے اَصْبَحَ کا لفظ صرف "ہو جانا" کے معنوں میں استعمال ہونے لگا۔ جیسے فرمایا:

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (۳/۱۰۳) — تو تم اس (اللہ) کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ (۳۳/۵۳) پھر جب کھانا کھا چکو تو چلے جاؤ باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔

۳۔ رَتَعَ : کا بنیادی معنی جانوروں کا چرنا چگنا ہے۔ پھر استعارہ کے طور پر انسانوں کے جی بھر کر کھانے پینے پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ یعنی جانوروں کی طرح بہت کھانا۔ قرآن میں ہے:

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ۔ (۱۲/۱۲) (اے باپ!) کل اسے (یوسفؑ کو) ہمارے ساتھ بھیج دیجیے کہ خوب میوے کھائے اور کھیلے کودے۔

ماحصل: (۱) اَکَلَ : ہر کسی کے ہر چیز کو کھانے کے وسیع مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

(۲) طَعِمَ : انسانوں کا غذا کھانا۔

(۳) رَتَعَ : خوب سیر ہو کر کھانا۔ جانوروں کا چرنا چگنا۔

۳۵ ـــــــ کھلانا

کے لیے اَطْعَمَ اور رَزَقَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ اَطْعَمَ : کسی انسان کو غذا کھلانا۔ قرآن میں ہے:

وَالَّذِیْ هُوَ يُطْعِمُنِیْ وَيَسْقِيْنِ (۲۶/۷۹) اور وہی (اللہ) ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

۲۔ رزق : وسیع مفہوم میں آتا ہے اور مادی اور روحانی ہر طرح کی غذا دینے کے لیے آتا ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے "خوراک") ارشادِ باری ہے:

وَارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ (۴/۵) اس (مال میں) سے ان (یتیموں) کو کھلاتے اور پہناتے رہو

۳۶ ـــــــ کھجور

کے لیے نَخْلَة، نَخْل اور نَخِيْل، لِيْنَة اور رُطَب کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ نخلة : بمعنی کھجور کا پودا یا درخت۔ ارشادِ باری ہے:

وَهُزِّیْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ (۱۹/۲۳) (اے مریم!) کھجور کے تنے کو اپنی طرف جھکا دے۔

اور نَخْل، نَخْلَة کی جمع ہے۔ کھجور کے درخت اور ان کا پھل۔ کھجوریں۔ خرما۔ ارشادِ باری ہے:

جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ (۱۸/۳۲) ان دونوں میں سے ایک شخص کو ہم نے انگوروں کے دو باغ عنایت کیے تھے اور ان کے گرداگرد کھجوروں کے درخت لگا دیے تھے۔

اور نَخِيْل ایسے باغ یا کھیتی کو کہتے ہیں جس میں کھجوروں کے درخت بکثرت ہوں۔ ارشادِ باری ہے:

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ (۲/۲۶۶) کیا تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ (۵/۶۵) کرتے تو ہم ان سے ان کی برائیاں دور کر دیتے۔

۷۔ حِطَّةٌ: حَطَّ بمعنی اترنا۔ نازل ہونا۔ حَطَّ السِّعْرُ بھاؤ کا گر جانا۔ اور حَطُّ الْحِمْلِ جانور کی پیٹھ سے بوجھ اتارنا۔ اور انحطاط بمعنی بھاؤ یا اقدار کا گر جانا (منجد) اور حَطٌّ بمعنی کسی چیز کو اوپر سے نیچے اُتارنا ہے ــــ کہتے ہیں حَطَطْتُ الرحل یعنی میں نے سواری سے پالان اتار کر نیچے رکھ دیا۔ اسی سے حِطَّةٌ ہے بمعنی گناہوں کا بوجھ اتارنے کی درخواست (مف) قرآن میں ہے:۔

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ (۲/۵۸) اور تم گناہوں کی معافی کی درخواست کرنا تو ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔

ماحصل:
(۱) عَفَا: ترکِ عقوبت کے لیے۔
www.KitaboSunnat.com
(۲) اَصْفَح: ترکِ ملامت اور عقوبت کے لیے۔
(۳) غفر: (ل) گناہ کی عقوبت پر پردہ ڈالنے کے لیے۔
(۴) تَصَدَّقَ: اپنا حق معاف کر دینے کے لیے۔
(۵) تجاوز (عن) سیئات: ازراہِ کرم سے درگزر کرنے کے لیے۔
(۶) کَفَّرَ (عن) سیئات کو حسنات کے ذریعہ ختم اور معاف کرنے کے لیے۔
(۷) حِطَّةٌ: گناہوں کی معافی کی درخواست کے لیے آیا ہے۔

۳۴ ــــــــ معبود

کے لیے اِلٰہ اور اللہ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ اِلٰہ: ہر وہ چیز ہے جس کو انسان اپنے نفع و نقصان کا مالک سمجھ کر اس کی پرستش شروع کر دے خواہ یہ چیز کوئی بُت ہو یا مقام اور آستانہ۔ یا حیوانات یا شجر و حجر یا مظاہر قدرت (ج اٰلِهَة) اور اِلٰہ کی مؤنث الاهة (بمعنی دیوی ہے) چنانچہ سورج پرست سورج کو، (جو عربی میں مؤنث استعمال ہوتا ہے) اِلٰهَةٌ کہتے ہیں (مف) انبیاء کا مشن ہی یہ رہا ہے کہ انسان کو اس فاسد عقیدہ سے پاک کریں۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:

فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ (۱۱/۱۰۱) پھر جب تیرے پروردگار کا حکم (عذاب) آپہنچا تو وہ معبود جنھیں وُہ اللہ کے سوا پکارتے تھے ان کے کچھ بھی کام نہ آئے۔

نوٹ: جن معبودانِ باطل کا ذکر قرآن میں ہوا ہے وُہ (ض ۱/۵) میں دیکھیے!

۲۔ اَللّٰہ: دراصل اَلْاِلٰہ ہے بمعنی معبودِ حقیقی۔ اِلٰہ کا پہلا ہمزہ حذف کر کے اور اس پر تعریف کا الف لام داخل کر کے اَللّٰہ کا لفظ بنا ہے۔ یہی توجیہ سب سے بہتر ہے جس کا مطلب ہے کہ حقیقت میں انسان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

۳۔ سامری : اہلِ مصر گوسالہ پرست تھے۔ اور بنو اسرائیل کے ذہنوں میں بھی یہ بیماری اتنی سرایت کر چکی تھی کہ فرعونیوں سے رہائی دلانے کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر تورات لانے کے لیے چالیس دن کے لیے گئے تو اس شخص سامری نے قوم سے زیور اکٹھا کر کے انہیں ایک سونے کا بچھڑا بطور اِلٰہ تیار کر دیا۔ موسیٰؑ اور ہارونؑ کی اتنی تبلیغ کے باوجود بنی اسرائیل کی کثیر تعداد گوسالہ پرستی میں مبتلا ہو گئی۔ حضرت موسیٰؑ واپس آئے تو دوبارہ بگڑے ہوئے حالات پر کنٹرول کیا۔ اس اِلٰہ کو جلا کر دریا برد کر دیا۔ اور سامری سے مقاطعہ کرا دیا۔

۴۔ فرعون : شاہانِ مصر کا مخصوص لقب۔ مگر قرآن نے جس فرعون کا ذکر کیا ہے، وُہ وہی ہے جس سے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو سابقہ پڑا۔ جس نے بنی اسرائیل کے لاکھوں بچے اس خطرہ کے تحت قتل کرا دیے، کہ اسے نجومیوں نے بتلایا تھا کہ بنی اسرائیل سے ایک شخص پیدا ہو کر تمہاری حکومت کا تختہ الٹ دے گا۔ مگر جو ہونا تھا ہو کے رہا۔ حضرت موسیٰؑ کی خود فرعون کے گھر میں ہی تربیت کا سامان مہیا کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا مکمل ثبوت ہے۔ فرعون نے موسیٰؑ و ہارونؑ کو کمزور کرنے کے لیے لاکھوں جتن کیے مگر سب کچھ بے سود اور عبث ثابت ہوا اور آخر وہ خود لشکر سمیت بنو اسرائیل کے تعاقب میں نکلا اور بحیرۂ قلزم میں غرق ہوا۔ اس کی لاش اللہ کی قدرت سے آج تک محفوظ ہے۔ اس کا عہدِ حکومت اندازاً ڈیڑھ ہزار سال قبل مسیح ہے۔

۵۔ قارون : موسیٰؑ کا چچیرا بھائی اور موسیٰ اور ہارونؑ کے بعد تورات کا سب سے بڑا عالم تھا۔ بے اندازہ مال و دولت کا مالک تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کا مطالبہ کیا تو یہ بات اسے ناگوار گزری۔ کہنے لگا کہ اس میں خدا کے فضل کی کیا بات ہے یہ دولت تو میں نے اپنے تجربہ کی بنا پر حاصل کی ہے۔ مخالفت بڑھی تو حضرت موسیٰؑ کا ساتھ چھوڑ کر فرعونیوں سے مل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے سب خزانوں کو زمین میں دھنسا دیا۔ اس طرح قارون عبرتناک موت مرا۔

۶۔ ہامان : فرعون کا وزیر تعمیرات : جب موسیٰؑ نے فرعون کو خدائے واحد کی پرستش کی دعوت دی تو فرعون نے ہامان ہی سے کہا تھا کہ "ہامان! ذرا اینٹیں پکوا کر میرے لیے ایک اونچی عمارت تو بنوا، جس پر چڑھ کر میں موسیٰؑ کے خدا کو دیکھ سکوں، میں تو اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں" (۲۸/۳۸) تو یہ بات فرعون نے محض حاضرین کو اُلّو بنانے کے لیے کی تھی۔ ورنہ عملاً ایسا کوئی واقعہ پیش نہ آیا۔

۶ — معبودانِ باطل

۱۔ بُت اٰلٰہ ۔ ودّ۔ سواع، یغوث۔ یعوق اور نسر۔ قوم نوحؑ کے بت۔ یہ دراصل اس قسم کے بزرگ حضرات کے مجسمے تھے جنھیں ان کی زندگی میں دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ اور اللہ کی عبادت کے لیے رغبت پیدا ہوتی تھی۔ جب یہ حضرات رحلت فرما گئے تو قوم کے نیک لوگوں کو اس بات سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ